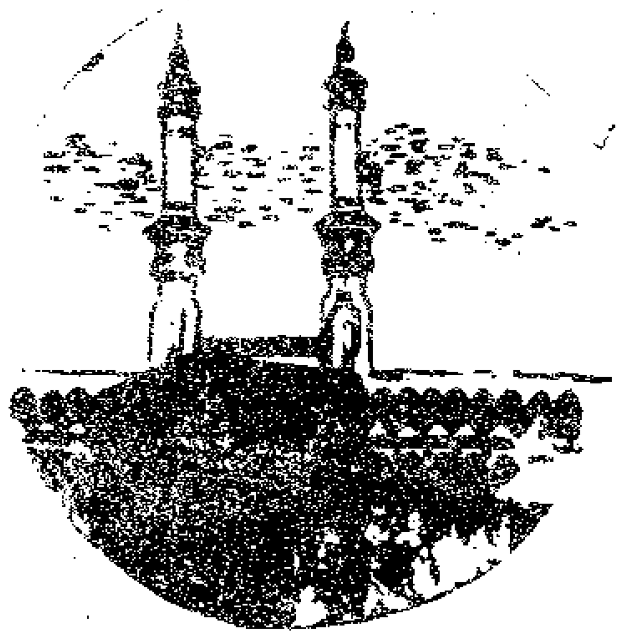

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

چودھویں صدی کا وداعی سال اپنے آغاز کے ساتھ کعبۃ اللہ الحرام (زادھا اللہ شرفاً وتکریماً) کے محاصرہ کا واقعہ فاجعہ لیکر آیا۔ لافانی عظمتوں کا علمبردار، ابدی صداقتوں کا امین، توحید وعبدیت کا سرچشمہ اوّلین بیت اللہ الکریم کی عظمت وحرمت۔ اللہ اکبر۔ فانی انسان کے بس میں کہاں ہے؟ کہ اسکی عظمتوں کو بیان کر سکے جسے رب العالمین نے بنی نوع انسان کے قیام وبقاء اور اسکی مقناطیسی حیثیت کو مثابۃً للناس اور اس کے حریم قدس کو امن وعافیت کا موجب قرار دیا آج اگر اسکی عزت وحرمت پر دست اندازی سے اس بسیطِ ارض کا ہر توحید پرست کانپ اٹھا۔ دل ڈوب ڈوب کر رہ گئے، حواس مختل ہو گئے اور پیمانۂ صبر وشکیب چور چور ہو کر رہ گیا تو پھر بھی ——

—— ؏ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا۔

کیا عجب کہ روئے زمین کا ہر ذرہ لرز اٹھا ہو کہ آج اس کائنات خاکی کی ماں —— ام القریٰ —— کی حرمت چند مفسدین کے ہاتھوں خطرے میں ڈال دی گئی تھی، اس گستاخی پر تو محاذاتِ کعبہ میں بیت المعمور سمیت ملأ اعلیٰ کی ہر ہر مخلوق کانپ اٹھی ہوگی۔ عرش تھرا گیا ہوگا، اور حملۃ العرش کروبی فرشتوں نے ایک بار پھر انسانی سرشت کی اس صفت فساد وسفک پر سر پیٹ لیا ہوگا۔

یکم محرم الحرام صدی کے آخری سال ہجرت کا آغاز تھا —— وہ ہجرت جو نبی الرحمۃ رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور ان کے جانباز صحابہ کرامؓ کا اپنے محبوب مرکز توحید بیت اللہ سے جدائی کا نام تھا حضور اقدس ﷺ ہجر وفراق کا داغ دل پہ لئے راہِ خدا میں ملک ووطن اور اپنے محبوب شہر البلد الامین کو الوداع کہہ رہے تھے، جاتے جاتے بار بار نگاہ حسرت وشوق بیت اللہ کی طرف اٹھی، ادھر شانِ کریمی نے شدتِ جذبات کو محسوس کرتے ہوئے —— ان الذی فرض علیک القرآن لرادک الی معاد —— کی شکل میں مژدۂ وصال سے سرشار فرمایا۔ ہجرت کی ان گنت قربانیوں میں سب سے بڑی قربانی بیت اللہ کی جدائی تھی۔ کہ مومن ربّ البیت کا پرستار ہے، البیت کا نہیں اور البیت کا ہجر وفراق اسے ربّ البیت کی بارگاہ قدس سے الگ نہیں کر سکتا

کہ قلبِ مومن بذاتِ خود تجلیاتِ محبوبؐ کا نگار خانہ ہے، وہ البیت سے کتنا ہی دور کیوں نہ ہو مگر رب البیت تو اس کے نہاں خانہ دل کے ہر گوشے میں موجود اور اس کے ہر رگ و ریشہ میں جاری و ساری ہے۔ هو معکم اینما کنتم — ونحن اقرب الیہ من حبل الورید —

بہر حال حضورؐ کا مکہ مکرمہ سے یہ ہجرتِ اختیاری جو سنہ ہجری کی اساس تھی نبی الرحمۃ کی امت کے لئے اس واقعہ ہائلہ کی شکل میں غیر اختیاری ہجرت اور ہجر و فراق کا درد سہنے کا ذریعہ بن گیا، کیا عجب کہ رب کریم نے محاصرۂ کعبہ پہ تڑپ اٹھنے والے ہر نام لیوائے محمد عربیؐ کو ایک گونہ مہاجرین کعبہ کے زمرہ میں محسوب کر لیا ہو اور نئی صدی ہجری کا شان و شوکت سے استقبال کرنے والے فرزندانِ ملتِ ابراہیمی کو اصل حقیقت کیطرف متوجہ کرنے کا ایک غیبی نظم ہو کہ کسی صدی کے اختتام و استقبال کی صحیح اور حقیقی صورت تو اس سبق کو یاد کر لینا ہے۔ جو کسی قوم کی تقویم اور جنتری کی بنیاد ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اس دردناک سانحہ میں یہ سبق بھی دیا گیا کہ اپنی کامرانی اور کامیابی کے گیت گانے والو اور اپنی عظمتِ رفتہ اور سطوتِ پارینہ پہ اترانے والو اگر تم اس صدی میں اپنی کھوئی ہوئی شوکت و عظمت کو بحال نہ کر سکے اپنے اولین مقتدا حضرت ابراہیمؑ اور مجددِ ملتِ ابراہیمی نبی کریمؐ کے طریقوں کو نہ اپنا سکے، مغضوب و ضال امتوں اور اپنے درمیان زندگی کے ہر شعبے میں خطِ فاصل نہ کھینچ سکے اپنی حقیقت، حیثیت اور تشخص کو پہچان نہ کر پائے تو اللہ کا دیا ہوا خلعتِ مجد و شرف تم سے واپس لے لیا جائے گا۔ اور تم اپنی عظمت و عصمت اپنی عزت و آبرو کے سمبل اور مرکز خانہ کعبہ کو بھی غیروں کی دست اندازی سے محفوظ نہ رکھ سکو گے۔ بیت المقدس کا ہمارے جیتے جاگتے یوں ہاتھ سے نکل جانا اولین تازیانہ تھا تو بیت اللہ الحرام کا ہفتہ عشرہ سے بڑھ کر طواف و رکوع، اذان و صلوٰۃ سے محروم رہ جانا اس سے بھی سخت تازیہ اور اس سے بھی زیادہ لمحہ فکریہ ہے —

خانہ کعبہ پہ قبضہ کرنے والے سرکشوں کے اصل مقاصد و عزائم گو کھل کر اب تک سامنے نہیں آسکے مگر جو کچھ بھی اب تک معلوم ہو سکا ہے۔ اس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ اس انتہائی اقدام کے در پردہ کچھ نہ کچھ سیاسی محرکات بھی کار فرما تھے۔ بیت اللہ کے ساتھ پیش آنے والے ایسے گنے چنے واقعات جتنے بھی تاریخ نے محفوظ کئے ہیں ان سب میں سیاسی عوامل کار فرما رہے ہیں۔ حجاج بن یوسف کا شرمناک سانحہ تھا یا قرامطہ اور باطنیہ کا منافقانہ کردار یا شریف مکہ کا غدارانہ طرز عمل ان سب شورشوں میں مفسدین نے حالات سے غلط فائدہ اٹھانے کی کوشش کی گروہ بالآخر خائب و خاسر ہوئے — اس وقت سعودی عرب کی حکومت جسے اللہ تعالیٰ نے مرکز توحید حرم کعبہ اور حرم نبویؐ کی خدمت کی سعادت سے نوازا ہے۔ اور جو عالم اسلام اور

اسلام کے لئے خلوص و محبت اور خیر خواہی کے جذبات سے مالا مال ہے۔ اور جس نے خدا کے دئے ہوئے وسائل اور خزانوں کے دروازے پوری دنیا میں اسلام کی اشاعت و فروغ کے لئے کھول دیئے ہیں ہم اسے اس گئے گذرے دور میں ایک غنیمت کبریٰ سمجھتے ہیں اور اسکی بقاء اور استحکام کے متمنّی ہیں کہ اسی میں جزیرۃ العرب اور بالآخر عالم اسلام کا فائدہ ہے۔ اس احساسِ محبت اور سپاسِ عقیدت کے اظہار کے ساتھ یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ سعودی عرب کے باشعور حکمران اس واقعہ کے بعد ان تمام اسباب و حالات کا جائزہ لے کر اس کے ازالہ اور انسداد کی کوششیں تیز کر دیں گے جو مغربی تہذیب و تمدّن کے فروغ اور مادیّت کے دور دورہ کی صورت میں مرکزِ توحید اور سرزمینِ حجازِ مقدّس میں خدا فراموشی اور خود فراموشی کا ذریعہ بنتی جا رہی ہیں۔ اور جسے محاصرہ کعبہ کے مفسدین نے مہدویت کا جھوٹا لبادہ اوڑھ کر اپنے مقاصد مشئومہ تک پہنچنے کا ذریعہ بنانا چاہا ہے۔

حرمِ کعبہ ایک ارب مسلمانوں کا دل ہے۔ اور انہیں اسکی عصمت و عظمت اپنی ماؤں بہنوں بیٹیوں سے زیادہ محبوب ہے۔ مادیّت اور مغربیت کا جو عفریت آج پورے عالمِ اسلام پر مسلط ہو چکا ہے مسلمانانِ عالم کی دلی تمنا ہے۔ کہ ان کا مرکزِ توحید اور مرکزِ عافیت و سکون (حرمین الشریفین) نئے نظریات نئے طور طریقوں اور مادی فتنوں سے محفوظ و مصئون رہیں۔

اللہ تعالیٰ اس گھر اور اس کے مخلص خادموں کا حامی و ناصر ہو کہ یہی تو ہماری ہر مرکزیت کا ضامن اور ہر حسن و رعنائی کا سرچشمہ ہے ؎

محاسنہ ھیولی کل حُسنٍ
ومغناطیس افئدۃ الرجال

واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔

سمیع الحق